انسان کامل ہندو نقطۂ نظر سے

پنڈت چندرکا پرساد صاحب جگیاسو

ہمارا مادروطن ہندوستان ایک مذہبی ملک ہے۔ ہندوستان کی روح نے زمانۂ قدیم سے صرف دھرم پرغور کیا ہے اور دھرم ہی پر اپنا سب کچھ تصدق کر دیا ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے مبارک دل میں بھی اس سرزمین کے لئے پیار تھا۔ آپ نے جنگ کربلا کے آغاز میں ہی مسلمانوں کا خون بہانے اور یزیدیوں کو تباہی سے بچانے کی غرض سے جن تین شرائط کو یزید کے سامنے پیش کیا تھا، ان میں سے ایک میں آنحضرت نے ہندوستان میں تشریف لانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی۔ اسی ہندوستان میں جہاں ان کی شہادت عظیم کے تیرہ سو سال بعد آج اس تاریخی شاندار عمارت میں آپ ان کی بین الاقوامی یادگار منا رہے ہیں۔ میں اپنی تقریروں میں متعدد بار یہ بتا چکا ہوں کہ ہندوستان میں چار خاص مذاہب ہیں جن کا اپنا اپنا ضخیم مذہبی لٹریچر ہے، یہاں کا وہ ایک قدیم ترین مذہب ہے جو آریہ قوم کے اس ملک میں آنے سے قبل یہاں پھیلا ہوا تھا اور جو آج کل 'سنت مت' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ گروگورکھناتھ۔ سنت تکارام، رامانند، کبیر، نانک، سب اسی کے پیروکار ہوئے ہیں اور اس وقت آگرہ کا دیال باغ اس کا اپٹوڈیٹ اکھاڑا مانا جاتا ہے اور دکھن میں ''دروڑ سنسکرتی'' (ڈریوڈین تہذیب) کے نام سے وہاں کی تامل، تلگو وغیرہ تیرہ دکھنی زبانوں میں جس کا قدیم لٹریچر بھی موجود ہے اور موجودہ موہنجودوہڑپا کی تحقیقات میں جس کے کثیر علامات ملتے ہیں۔ دوسرا آریوں کا ویدک دھرم ہے جو ویدوں اور سنسکرت لٹریچر کے تمام ارش گرنتھوں میں موجود ہے جس کا اپٹوڈیٹ دعوے دار مہارشی دیانند سرسوتی کا قائم کیا ہوا آریہ سماج ہے۔

تیسرا جین دھرم ہے، جس کا لٹریچر پراکرت اور سنسکرت زبانوں میں موجود ہے۔ اور چوتھا بودھ دھرم ہے جس کا ترپٹک مہابنس اور جاتک وغیرہ عظیم لٹریچر پالی زبان میں ہے جو تبت سیلون، چین، جاپان، برما و سیام وغیرہ ممالک میں اس وقت بھی شان کے ساتھ رائج ہے۔ یہ چاروں ہندوستان کے قدیم مذاہب ''کرم واد'' یعنی مسئلہ تناسخ کے قائل ہیں۔ ان میں جین اور بودھ دو ایسے مذاہب ہیں جو خدا کی ہستی سے تو منکر ہیں لیکن انسان کامل کے پرستار ہیں۔ موجودہ ہندو مذہب جس کے ماتحت آج جمیع ہندو چل رہے ہیں، ان چاروں مذاہب کا مجموعہ ہے۔ چونکہ سنت مت کے بزرگ ہمیشہ سے تارک الدنیا اور فقرا رہے ہیں اور اس کا مذاق محض روحانیت رہا ہے، اسی لئے وہ روحانیت کے متلاشیوں میں ہمیشہ سینہ بہ سینہ چلتا رہا ہے۔ وہ دنیاداری کے سماجی نظام سے ہمیشہ کنارہ کش رہا ہے۔ لیکن باقی تینوں دھرم چونکہ ہندوستان کے راج دھرم (شاہی مذاہب) رہ چکے ہیں، اس لئے ان تینوں دھرموں کے اصولوں کو لے کر یہاں ایک عام مذہب کی ساخت ہوئی تھی۔ وہی ہندوستان کا عام مذہب اب ''ہندو دھرم'' کہلاتا ہے۔ جین، بودھ اور ویدک ان تینوں دھرموں کی ایک ایک خصوصیت ہے۔ ویدک دھرم کی خصوصیت ہے ''یگیہ اور ہون''۔ جین دھرم کی خصوصیت ہے ''تپ'' یعنی روزہ زہد وریاضت اور بودھ دھرم کی خصوصیت ہے ''دان'' یعنی زکوٰۃ وخیرات۔ موجودہ ہندو دھرم میں یہ تینوں خصوصیات ہیں۔ ہندو دھرم کی ساخت کے بارے میں صاف کہا گیا ہے۔

تریودھرم اسکندھ یگیہ پتو دانم اتی

یعنی یگیہ، تپ اور دان یہ دھرم کے تین بڑے کھمبے ہیں۔ جن پر ہندو دھرم کی عمارت کھڑی ہے۔ موجودہ ہندو مذہب کی کوئی ایسی رسم نہیں ہے جس میں اگیار یعنی کچھ نہ کچھ آگ میں سلگا یا نہ جاتا ہو۔ یہ یگیہ ہے۔ کوئی ایسی رسم نہیں ہے جس میں برت (روزہ) رکھنا ضروری نہ ہو۔ یہ تپ ہے کوئی ایسی رسم نہیں ہے جس میں برہمن بھون یا برہمن کو سیدھا نہ دیا جاتا ہو۔ یہ دان ہے یہی وجہ ہے کہ جینیوں اور بودھوں کی طرح موجودہ ہندو مذہب بھی انسان کامل یعنی پورن پرش یا PERFECT MAN کے اصول کا قائل ہے۔

یہ ایک عجیب مزا ہے کہ جب میں ہندوستان کے ان چاروں ممتاز مذاہب کے اندر انسان کامل کے جو صفات بیان کئے گئے ہیں ان کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے مبارک صفات کو منطبق کرتا ہوں تو میں ہندوستان کی مذہبی روح کے نقطۂ نظر سے آپ کو انسان کامل پاتا ہوں اور میرا دل حسینی عقیدت و محبت سے بھر جاتا ہے۔ میں، آپ کے پاک اوصاف و صفات پر غور کرتا ہوں، آپ مجھے ہندوستان کی مذہبی روح کے ایک روشن مجسمہ نظر آتے ہیں۔ اور میں آپ کو اپنے مذہبی جذبات سے ایک لمحہ کیلئے بھی نظر انداز کرنے میں قاصر ہو جاتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں یادگار حسینی کے ان بین الاقوامی جلسوں کو ہندوستان کے قومی اتحاد کے لئے نہایت ہی مبارک سمجھتا ہوں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں حسینی صفات کا مطالعہ اور ان پر غور و خوض کیا جائے گا تیوں تیوں ہندو مسلمانوں کے منتشر جذبات یکجائی اور متنفر مذہبی روح مانوس ہوتی جائے گی۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مبارک ہیں وہ دماغ جن میں حسینؑ کی بین الاقوامی یادگار منانے کی سوجھ پیدا ہوئی۔

اس وقت نہایت اختصار کے ساتھ بطور نمونہ کچھ باتیں پیش کروں گا اور وقت جہاں تک اجازت دے گا کہتا رہوں گا۔

یہ مضمون کچھ فلسفیانہ ہے کیوں کہ قدیم ہندوستان فلسفیوں کا مسکن تھا۔ ہندوستان کے فلسفیوں نے متفقہ طور سے نجات (نروان یا موکش) کو انسان کی انتہائی منزل تسلیم کی ہے اور یہاں کا ہر مذہب اپنے جداگانہ طریقوں سے انسانوں کو نجات حاصل کرنے کی تدبیر بتاتا ہے۔ چنانچہ جین مذہب جو اپنی تہذیب کے متعلق ویدک تہذیب سے بھی قدیم ترین اصلی اور بنیادی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، حصول نجات کے قابل انسان کامل کے تین صفات پیش کرتا ہے۔ اس کا مقولہ ہے:

''سمیک درشن گیان چارترانی ستا کشان وکش مارگ''

جس کا مطلب یہ ہے۔

(۱) سمیک درشن یعنی صحیح نظر (Right vision)

(۲) سمیک گیان یعنی صحیح ادراک و علم (Right Knowledge)

(۳) سمیک چارترانی یعنی صحیح اخلاق (Right character)

ان تین صفات سے منور انسان حصول نجات کی قابلیت رکھتا ہے آیئے اس جین نظریہ کو سامنے رکھ کر ذرا سیرت حسینی کی زیارت کریں۔

کہنا نہ ہوگا کہ حسینؑ کو ''صحیح نظر'' حاصل تھی۔ یزید کو شام و عرب کے تمام علماء جب کہ مسلمان سمجھ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے اور ان کے دل و دماغ پر جب کہ یزید غالب ہو رہا تھا، تب حسینؑ اسے مسلمان نہیں بلکہ انسان کہلانے کا بھی اہل نہیں دیکھ رہے تھے اس لئے آپ کو صحیح نظر (right vision) حاصل تھی۔ حسینؑ جب کوفہ والوں کے بلانے پر اپنی بیوی بچوں اور بڑے بوڑھوں کو بے سروسامان اور بلا تیاری کے اپنے ساتھ کوفہ کی جانب لے کر چلنے کو تیار ہوئے تو ہر سمجھدار آپ کو منع کرتا تھا اور ہر شخص آپ کی غلطی بتاتا تھا، لیکن حسینؑ کی عقل اسی کو صحیح راستہ سمجھ رہی تھی کیوں کہ آپ کو صحیح ادراک (Right Knowledge) حاصل تھا۔ حسینؑ کے صحیح اخلاق (Right Character) کا کیا کہنا ہے۔ کسی دشمن کو بھی کبھی آپ کے اخلاق میں کوئی رتی بھر لغزش ڈھونڈھے نہیں ملی حالانکہ اس وقت کے مورخین سب مخالف پارٹی کے افراد تھے۔ اس لئے جین مذہب کے نقطۂ نظر سے حسینؑ اپنی جگہ انسان کامل تھے۔

دوسرا بدھ مذہب ہے جس نے دنیا کے ایک تہائی انسانوں کے دلوں کو مغلوب کر رکھا ہے۔ بودھ مذہب کی ریڑھ اس کا ''آریہ اسٹانگک مارگ'' ہے بھگوان گوتم بدھ نے چار ''آریہ ستیوں'' یعنی چار اصل واعلیٰ ترین سچائیوں کو دیکھا اوران کا احساس وعمل کیا تھا ان چاروں میں سے چوتھی سچائی پر جس میں کہ آٹھ صفات ہیں خود عمل کر کے انہوں نے اس کمال کو حاصل کیا تھا جس سے کہ وہ ''نروان'' میں پہنچے اور بنی نوع انسان کے لئے انہوں نے نروان یعنی نجات کاملہ کے حاصل کرنے کی ایک شاہی سڑک تلاش کر دی گوتم بدھ کی دیکھی ہوئی وہ چاروں سچائیاں یہ ہیں۔

(۱) دکھ (Suffering) یعنی اذیت کیا ہے؟

(۲) دکھ سمودے (Origin of suffering) یعنی اذیت کی بنیاد کیا ہے؟

(۳) دکھ نرودھ (Destruction of Suffering) یعنی اذیت کی تباہی وتخریب کیا ہے؟

(۴) دکھ نرودھ کا (Noble way of destrunction ofsuffering) یعنی اذیت کی تخریب کا راستہ کیا ہے؟

ہم دیکھتے ہیں حسینؑ نے بھی اپنی جگہ پر چار اصل سچائیوں کو دیکھا اوران کا احساس وعلم کیا تھا آپ نے دیکھا کہ:

(۱) خودداری ونفس پرستی وشرابخواری ولوٹ کھسوٹ ، جدال وقتال تباہی و بربادی بدچلنی وزناکاری، بیماری موت اور آخر میں دوزخ کی آگ میں جلنا یہ اذیت ہے۔

(۲) ایک خدا کی ذات پاک یعنی حق پرستی اور نیکی پر ایمان کامل نہ لاکر ہزاروں وہموں میں پھنسے رہنا یعنی شرک بت پرست، اندھی نفس پرستی وناعاقبت اندیشی یہ اذیت کی بنیاد ہے۔

(۳) خدا شناسی یعنی توحید ونیکی، پرہیزگاری ونفس کشی وآخرت پسندی وقناعت واستغنا اور یتیموں ومسکینوں ومصیبت زدوں کی مدد کرنا یہ اذیت کی تخریب ہے۔

(۴) رسولؐ کا بتلایا ہوا اسلام ہی اذیت کی تخریب کا صحیح راستہ ہے۔ بھگوان گوتم بدھ نے اذیت کی تخریب کا صحیح راستہ جس پر چل کر انسان انسان کامل (Perfect Man) ہوجاتا ہے، اسٹانگک مارگ یعنی ''آٹھ صفات کا غنی ہونا'' محسوس کیا تھا۔ کون آٹھ؟

(۱) سمیک درشٹی (Right Views) صحیح نظریہ۔

(۲) سمیک سنکلپ (Right Aspiration) یعنی صحیح آزاد یا صحیح ازادہ۔

(۳) سمیک واچا (Rightr Speech) صحیح کلام، یعنی حق گوئی۔

(۴) سمیک کرمانت (Right Conduct) صحیح اخلاق یا صحیح افعال۔

(۵) سمیک آجیو (Right Livelihood) صحیح روزگار یا صحیح معیشت۔

(۶) سمیک ویایام (Right Effort) صحیح ورزش، صحیح جدوجہد یا صحیح کوشش۔

(۷) سمیک سمرتی (Right Memory) صحیح حافظہ یعنی صحیح یادداشت۔

(۸) سمیک سادھی (Right Contemplation) صحیح تصور یا صحیح مراقبہ۔

جب ہم لارڈ بدھا کی بتائی ہوئی ان آٹھوں صفات کو حضرت امام حسینؑ میں تلاش کرتے ہیں تو ہمیں یہ آٹھوں آپ کی سیرت میں واضح طور سے نمایاں ملتی ہیں۔ مثلاً

(۱) حسینؑ میں سمیک درشٹی یعنی صحیح نظر تھی۔ یہ میں پہلے عرض کر چکا آپ نے جو کچھ دیکھا، صحیح دیکھا۔ جو شے اندر باہر سے جیسے تھی، اس کو ٹھیک ویسا ہی دیکھا۔

(۲) حسینؑ میں سنکلپ یعنی صحیح ارادہ تھا۔ اسے بھی میں عرض کر چکا ہوں۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو بھی ارادہ کیا اور جس بات کی آرزو کی، آپ کا وہ ارادہ اور وہ آرزو صحیح تھی۔

(۳) حسینؑ میں سمیک واچا یعنی صحیح کلام تھا۔ آپ جو بولے، صحیح بولے، جس موقع پر جس شخص سے جو کچھ کہا درست اور

صحیح تھا۔ وہی اور اتنا ہی آپ نے فرمایا۔ کہیں پر ایک نقطہ بھی کم و بیش یا غلط نہیں فرمایا۔

(۴) حسینؑ میں سمیک کرمانت یعنی صحیح اخلاق تھا۔ اسے بھی میں پہلے عرض کر چکا کہ دشمن کو بھی آپ کے اخلاق میں کبھی کوئی غلطی ڈھونڈھے نہیں ملی۔

(۵) حسینؑ میں سمیک آجیو یعنی صحیح روزگار تھا۔ آپ نے کبھی غلط طریقہ سے روزی نہیں کمائی بلکہ آپ کے والد ماجد حضرت علیؑ نے تو بیت المال ہوتے ہوئے بھی مزدوری کر کے یعنی یہودیوں کے باغ میں پانی سینچ کر اپنا گذر بسر کیا۔ وہ بیت المال کو رعایا کی دولت سمجھ کر اسے رعایا کی بہبودی میں خرچ کرتے رہے اور حسینؑ کی والدہ حضرت فاطمہؑ چکی پیس کر چرخا چلا کر امور خانہ داری کی انجام دہی اپنے دست مبارک سے کر کے اپنی بسر کرتی تھیں اور ظاہر ہے کہ بچہ ماں باپ کی تشکیل ہوتا ہے۔

(۶) حسینؑ میں سمیک ویایام یعنی صحیح ورزش یا صحیح کوشش تھی آپ کی کوئی ورزش، جہد و کوشش کبھی غلط نہیں ہوئی۔ آپ ہمیشہ جسمانی و روحانی دونوں ورزشیں صحیح کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک طرف جہاں آپ روحانیت میں لاثانی تھے، وہاں جسمانی بہادری میں بھی بے نظیر تھے۔ آپ نے باوجود تین دن کی تشنگی اور انتہائی دل کی خستگی کی حالت میں بھی کربلا میں تنہا ہزاروں سپاہیوں کے ساتھ بے نظیر بہادرانہ جنگ کی، سمیک ویایام (Right Effort) کے دوسرے معنی صحیح کوشش یا صحیح جہد بھی ہے، صحیح جہد کیا ہے؟ یہی کہ اپنے جان و مال سے غریبوں یتیموں کی مدد کرنا، عبادت یعنی روزہ کے ذریعہ دل کو پاک کرنا، نفس وغصہ کو جیتنا، گمراہوں کو نصیحت و نیک اخلاق کے ذریعہ سچے دین پر لانا وغیرہ۔

(۷) حسینؑ میں سمیک سمرتی یعنی صحیح حافظہ یا صحیح یادداشت تھی۔ آپ کبھی کوئی بات، کوئی وعدہ، کوئی فریضہ کبھی بھولے نہیں آپ ایک لمحہ کے لئے کبھی یہ نہیں بھولے کہ آپ خدا کے پاس سے آئے ہیں اور آخر میں خدا کے پاس جانا اور تمام عمر کے کاموں کا حساب دینا ہے۔ آپ اس بات کو بھی کبھی نہیں بھولے کہ آپ رسولؐ اللہ کے نواسے ہیں، ان کی پاک گود میں کھیلے ہیں، رسولؐ اللہ نے پیار سے آپ کے لب چومے ہیں اور اس پیار ہی پیار میں آپ نے رسولؐ کی امت بچانے کا وعدہ کیا تھا اور آپ کے اوپر اسلام کے اصولوں کی انتہائی وکامل پابندی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس لئے نہیں بھولے کہ آپ کی یادداشت درست اور حافظہ صحیح تھا اور صحیح حافظہ (Right Memory) انسان کامل کی ایک صفت ہے۔

(۸) حسینؑ میں سمیک سمادھی یعنی صحیح تصور و مراقبہ تھا۔ اپنے معبود کی یاد نہ آپ اپنے نانا کی مبارک گود میں بھولے اور نہ جنگ کربلا میں، ۱۹۵۱ زخم کھانے کے بعد ملعون شمر کے خنجر کے نیچے، کیوں کہ آپ اپنے معبود سے ایک لمحہ بھی الگ نہ ہو سکتے تھے۔ یہ آپ کے صحیح مراقبہ کی زندہ مثال ہے، میرے خیال میں کوئی صاحب علم اس امر سے منکر نہیں ہو سکتا کہ حسینؑ ان آٹھوں صفات سے منور نہیں تھے جو بودھ مذہب کے نظریہ سے انسان کامل میں ہونا لازمی ہے۔

جس طرح جین اور بودھ مذہب کے نظریہ سے حسینؑ انسان کامل ہیں اسی طرح ہندو نظریہ سے بھی آپ کامل نظر آتے ہیں۔ موجودہ ہندو دھرم کی سب سے زیادہ مستند کتاب پاک بھگوت گیتا ہے۔ گیتا بھگوان کرشن کا پاک کلام ہے۔ گیتا میں چار خاص یوگ بیان ہوئے، مانے جاتے ہیں یعنی:

(۱) کرم یوگ۔
(۲) گیان یوگ۔
(۳) دھیان یوگ یا راج یوگ۔
(۴) بھگتی یوگ۔

حسینؑ میں یہ چاروں یوگ ہم نمایاں پاتے ہیں۔ کرم یوگ کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ جو بلا کسی شخصی بہبودی خواہش کے محض دھرم یا فریضہ کی ادائی کے لئے کام کرتا ہے وہی کرم یوگی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حسینؑ کا کوئی کام کبھی اپنے شخصی مفاد یا شخصی

آرام کے لئے نہیں ہوا۔ آپ نے جو کچھ کیا صرف دھرم کے لئے دین و دنیا کی بھلائی و بہبودی کے لئے کیا۔ یہاں تک کہ دھرم پر آپ نے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ اس لئے کہ آپ گیتا کے نظریہ کے مطابق سچے کرم یوگی تھے۔ آپ گیان یوگی بھی تھے، کیوں کہ آپ آخرت و اجلی زندگی کو ہی اصلی زندگی سمجھتے تھے۔ آپ گیتا کے اس کلام کو بخوبی سمجھے ہوئے تھے۔

یعنی ایک پرمیشور کی ذات پاک کے سوا باقی اور سب باطل ہے، آپ سچے حق شناس یعنی ایشور درشی تھے۔ حسینؑ دھیان یوگی یا راج یوگی بھی تھے۔ کیوں کہ آپ ہر وقت اپنے معبود سے توسل رکھتے تھے۔ کسی وقت ایک لمحہ بھی اس سے جدا نہ ہوتے تھے۔ یہی گیتا کے راج یوگ کا لب لباب ہے کہ انسان کو ''پورن یکت''، یعنی باطن سے ہمہ تن مصروف ہونا چاہئے۔ حسینؑ بھکتی یوگی یا پورن بھگت تھے۔ آپ نے ایشور یا اللہ کی مرضی کے لئے ہی اپنا سب کچھ تصدق و قربان کر دیا تھا۔ عبادت آپ کو از حد عزیز تھی۔ اپنے معبود کی عبادت کے لئے آپ نے خاص طور سے دشمن سے ایک رات کا موقع مانگا تھا اور نویں محرم کی تمام رات جو کہ آپ کی زندگی کی آخری رات تھی، آپ نے صرف عبادت میں گذاری۔

علاوہ ان چاروں لوگوں کے بھگوان کرشن نے گیتا میں اپنے عزیز ترین و کامل بھگت کے صفات بھی بیان فرمائے ہیں۔

یہ صفات گیتا کے بارہویں ادھیائے میں بیان ہوئے ہیں۔

تین اشلوک پیش کرتا ہوں۔

(1) अद्वेष्स सर्व भुताना मैन व रूण एवच निर्मी

निरहंकार समदुख सुख क्षमी।

(2) संतुष्ट स्वेत योगी यतात्मा दफ निश्चय मरयार्पित

मनो बुद्धियों में मन्कः मेजियः।

(3) यस्सान श्रेष्ठ जतिल की....दिखते जाय इर्षा

सर्वमयो दयो.....सर्वस प्रियः।

ان اشلوکوں میں بھگوان فرماتے ہیں کہ جو کسی سے بغض و کینہ نہیں رکھتا، جو سب کا دوست اور رفیق ہے، جو سب پر رحم کرتا ہے، جو ممتا موہ سے خالی ہے جس میں غرور و تکبر نہیں ہے۔ رنج وراحت میں ہمیشہ یکساں رہتا ہے، معافی دینے والا ہے جو ہر حالت میں صبر و شکر کرتا ہے جو یوگی یعنی حق میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے جس نے اپنے نفس یعنی اپنے آپ کو جیت لیا ہے۔ جو عقیدت کا پختہ ہے جس نے اپنے دل و دماغ کو ایشور کے حوالے کر دیا ہے یعنی جو خدا کی مرضی کو ہی اپنی مرضی سمجھتا ہے جو نہ خود کسی سے مضطر ہوتا ہے اور نہ جس سے کوئی دوسرا مضطرب ہوتا ہے اور جو خوشی۔ غصہ اور خوف کے غلبوں سے کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ ایسا کامل بھگت مجھے عزیز ترین ہے۔ بھگوان کے عزیز ترین کامل بھگت کے یہ چودہ صفات کا جب ہم حسینؑ کی اعلیٰ ترین شخصیت میں پتہ لگاتے ہیں تو ہم آپ کو ہر صفت سے منور و کامل پاتے ہیں۔ آج اس جلسہ میں اتنا وقت نہیں ہے کہ میں شہید انسانیت کے واقعات زندگی پر تبصرہ کر کے کہ کب کس موقع پر کس صفت کا آپ نے کامل طور پر اظہار کیا ہے۔ اسے وضاحت کے ساتھ بیان کروں۔ گو لطف بیان وضاحت ہی میں ہے۔

اس طرح حسینؑ کو جب ہم ہندوستان کے مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں تو آپ میں ان تمام صفات کو نمایاں پاتے ہیں جن کے ہونے سے انسان ''پورن پروش'' یا ''پرشوتم'' ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کے یوگ فلسفہ و مہا بھارت کے نارائنی دھرم میں اس بات پر کافی دلیل کی گئی ہے کہ نر ہی ''نر'' یعنی انسان ہی یوگ کی ''بھوتیاں'' و کمال حاصل کر کے نارائن ہو جاتا ہے اور ویدانت بھی اس اصول کی تصدیق کرتا ہے۔

میں نے جب مسلمان علماء سے پوچھا کہ کیا اسلام میں بھی انسان کامل کے لئے کوئی صفاتی معیار قائم کیا گیا ہے؟ تو جواب ملا ''ہاں'' پوچھا کون صفات؟ جواب ملا صرف ایک۔ پوچھا کون ایک؟ جواب ملا معصومیت۔ آہا! معصوم یعنی بے گناہ ہونا۔ کیا جامع اور پر معنی صفت ہے۔

انسانی حرکات کے صرف تین وسیلے ہیں:۔

(۱)خیال
(۲)قول
(۳)فعل

انسان کچھ سوچتا ہے، یہ خیال ہے،
انسان کچھ بولتا ہے یہ قول ہے،
انسان کچھ کرتا ہے یہ فعل ہے،

چوتھی کوئی انسانی حرکت نہیں ہے چنانچہ معصوم کامل بھی تینوں طرح سے معصوم خیال ہے تو کبھی غلط تخیل نہ ہوگا، معصوم قول ہے تو کبھی غلط بیانی نہ ہوگی، معصوم فعل ہے تو کبھی غلط کاری نہ ہوگی۔ اسلامی نقطۂ نظر سے انسان معصوم پیدا ہوتا ہے، لیکن دنیاوی عیش وعشرت اور نفس پرستی وغیرہ شیطانی غلبوں سے مغلوب ہوکر معصوم رہنے نہیں پاتا، ہندو فلسفیوں نے بھی روح کو

नित्य शुद्ध मुक्त स्वभाव

نتہ۔شدھ۔بد۔مکت۔سبھاؤ بتایا ہے یعنی روح فطرتاً غیر فانی پاک، معارف ونجات پسند ہے۔

ملاحظہ ہو کہ لفظ شدھ یعنی پاک ولفظ معصوم ایک ہی معنی رکھتے ہیں لیکن ہندوستانی واسلامی نظریہ میں ذرا سا فرق بھی ہے اور وہ ہے ''کرم واد'' یعنی مسئلہ تناسخ۔ ہندوستان کے فلسفی زندگی کی شروعات اپنے اس موجودہ جسم سے ہی نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نہایت قدیم زمانہ سے اجسام بدلتے ہوئے اپنے موجودہ جسم میں موجود ہیں ۔جس طرح انسان پھٹے پرانے کپڑوں کو بدل کر نئے کپڑے پہن لیتا ہے، اسی طرح وہ پرانے اور ناقص جسموں کو بھی تبدیل کر کے نئے جسموں میں چلا آتا ہے اور نئے جسموں میں آنے کے ساتھ ہی اپنے گذشتہ جسم کے سنسکار یا خصائص بھی اپنے ساتھ لئے آتا ہے۔نسل انسان میں اختلاف خصائل کی یہی خاص وجہ ہے خصائل قدیم روح کے ساتھ اسی طرح رہتے ہیں جس طرح برگد کے ننھے سے خشخاش برابر بیج میں وسیع برگد کا پیڑ چھپا ہوتا ہے۔ اس لئے ان قدیم خصائص کو معدوم کر کے روح کی اصلی و فطری خاصیت ''وشدھی'' یعنی معصومیت کو جسم پر غالب کر دینا باعث نجات ہے۔ اسی لئے یہ سب صفاتی معیار قائم ہوئے اور انہیں ''مارگ'' یا ''راستہ'' کہا گیا ہے اور انہیں عبور کرنے والے انسان کو انسان کامل بتایا گیا۔

ان سب کے تذکرہ سے میری غرض صرف یہ ہے کہ جب ہم گہرائی کے ساتھ ہندوستان کے مذہبی نقطۂ نظر سے حسینؑ کی مبارک شخصیت کو دیکھتے ہیں تو ہر پہلو سے آپ کو کامل پاتے ہیں اور ہم کہہ اٹھتے ہیں کہ حسینؑ ایک ایسا انمول ہیرا ہے جسے جس پہلو سے دیکھو بے عیب و بیش قیمت ہے۔

حسینؑ وہ خوش نما گلاب ہے جس کا ہر جز واپنی خوبصورتی و خوشبو سے دل کو کھینچ لیتا ہے۔

حسینؑ ایسا کھرا سونا ہے جسے جوں جوں بتاؤ وہ خوشرنگ ہی ہوتا جاتا ہے۔

حسینؑ وہ روشن آفتاب ہے جس میں ہر رنگ موجود ہے اور واقعات کربلا ایک ایسا مرقع ہے جس میں دنیا کی تمام، انفرادی خانگی وسماجی زندگی میں اٹھنے والے ہر سوال کے حل کی تصویر ہے۔ اس میں باپ، بیٹا، بھائی، بہن، بیوی، شوہر، دوست اقارب سب کے فرائض کی حد بندی کا عملی نمونہ موجود ہے۔اس میں دینی ودنیاوی زندگی کا بھی ایک کامل عملی نمونہ موجود ہے۔اس میں سیاسی جدو جہد اور سیاسی مشکلات کا بھی نمایاں حل موجود ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو دین و دنیا کا کوئی ایسا سوال نہیں ہے جسے حضرت امام حسینؑ نے اپنے کارناموں سے حل نہ کر دیا ہو۔

حسینؑ کا کوئی کام ادھورا نہیں ہے ۔ ہر کام پورا اور کامل ہے۔کامل انسان کا ہر فعل کامل ہوتا ہی ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ جنگ کربلا صرف مسلمانوں کی خانگی لڑائی نہیں ہے، بلکہ وہ نسل انسانی کے دو خاص فرقوں کی لڑائی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسینؑ کے بہتر آدمیوں کے چھوٹے سے لشکر میں دنیا کی ہر خاص نسل کے انسان موجود تھے۔اگر حسینی

لشکر میں ہر نسل کے لوگ تھے تو یقینا یزیدی لشکر میں بھی ہر نسل کے لوگ رہے ہوں گے۔ اگر یہ صحیح ہے تب بھی کربلا کو صرف مسلمانوں کی خانگی لڑائی نہیں کہا جا سکتا۔ حسینؑ نے یزید کے سامنے ایک متبرک مسلمان خاندان اور بہتر سچے مسلمانوں کو پیش کر کے اسے چیلنج دیا کہ اے یزید! کیا تو دراصل مسلمان ہے؟ اور مغرور اور اندھے یزید نے آپ پر پانی بند کر کے اور آپ کو از حد تکلیف دے کر نہایت ظالمانہ طریقہ سے ان سچے مسلمانوں کو قتل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ مسلمان نہیں ہے، کیوں کہ ایک سچا مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ کبھی ایسا ظلم نہیں کر سکتا۔ پھر حسینؑ نے ایک جاں بلب شیر خوار بچہ کو پیش کر کے یزیدیوں سے پانی کی درخواست کی اور وہ بے شیر پانی سے تڑپتا بچہ نہایت بے رحمی سے اپنے باپ کی گود میں تیر کا نشانہ بنا دیا گیا۔

اس واقعہ نے یہ ثابت کر دیا کہ یزیدی انسان بھی نہ تھے بلکہ انسانیت سے خارج ،مجسم حیوان و شیطان تھے۔ دوسری طرف حسینؑ نے اپنے ذخیرہ آب سے اسی ظالم کے لشکر کو یہاں تک کہ اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کر کے اپنے انسانی جوہر کے کمال کو دکھا دیا۔ یہ سب واقعات اس بات کے ثبوت میں کہ کربلا کی لڑائی حقیقت میں حق و باطل کی لڑائی تھی۔ نیکی و بدی کی لڑائی تھی۔ ایک طرف نیکی، ایمانداری، نفس کشی، رحم، حق شناسی و خدا پرستی ہے اور دوسری طرف بدی، مکاری، نفس پرستی، ظلم ـ ظلمت، خود پرستی یعنی شراب خواری، عیاشی اور جملہ خصوصیات شیطانی ہیں۔ دونوں طاقتوں کا مقابلہ ہے۔

ظاہر طور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدی کی جیت ہوئی لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یزید ہمیشہ کے لئے فنا ہو جاتا ہے اور حسینؑ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب نے بجا فرمایا ہے۔

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اسلام کے معنی ہیں نیکی یعنی یونیورسل گڈ (Universal Good) اور نیکی پھیلتی ہے نیک لوگوں کی قربانی ہونے کے بعد نسیم امروہوی نے ''سازِ حریت'' میں کیا اچھا کہا ہے ۔

جہاں کو خواب فنا سے جگا دیا تو نے
بقا کے واسطے مرنا سکھا دیا تو نے

اگر بہ نظر غور دیکھا جائے تو دنیا میں صرف دو نسلوں کے لوگ ہیں ایک وہ جو نیک ہیں اور نیک راہ پر چلتے ہیں اور نیکی کی پیروی کرتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو بد ہیں اور بدی کے پیروکار ہیں۔

اگر تمام دنیا کے ہر نسل کے لوگوں کو یعنی سمیٹک ، ہمیٹک منگولین سیتھین، ایرین، ریڈ انڈین، نیگرو، یوروپین، امریکن اور افریقن وغیرہ سب کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو یہ تمام انسان صرف دو حصوں میں تقسیم کئے جا سکیں گے۔ ان میں سے ایک حصہ نیکوں کا ہوگا اور دوسرا بدلوگوں کا، پس انسانوں کی یہ دو خاص نسلیں ہیں۔ اس لئے مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جو لوگ نیکی کی راہ پر گامزن ہیں، وہ سب حسینی راستہ پر چل رہے ہیں۔ اور جو بدی کی راہ پر ہیں، وہ سب یزیدی راہ پر چل رہے ہیں، اور اسی لئے جو لوگ نیکی کی راہ پر ہیں۔ وہ چاہے کسی نسل کے بھی کیوں نہ ہوں چونکہ وہ حسینی راہ پر ہیں اس لئے انہیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ وہ حسینؑ کے ہیں اور حسینؑ ان کے ہیں۔ برخلاف اس کے جو لوگ بدی کے راستے پر چلتے ہیں وہ سب یزیدی ہیں چاہے وہ ہاشمی خاندان اور سادات میں سے ہی کیوں نہ ہوں، وہ حقیقتاً اس بات کے دعوے دار نہیں ہو سکتے کہ وہ حسینؑ کے ہیں اور حسینؑ ان کے ہیں۔ ہاں جو ہاشمی خاندان سے ہیں اور حسینی راستہ پر بھی ہیں ان کا کیا کہنا ہے، سونے میں خوشبو ہے۔

آج اس وحشت ناک اور نازک زمانے میں بین الاقوامی طریقہ سے یادگار حسینی منا کر گویا آپ لوگ دنیا کے لوگوں کے سامنے یہ سوال پیش کر رہے ہیں کہ اے دنیا کے لوگو! اس

مصیبت کے وقت جب کہ عالم گیر جنگ نے انسانوں کو درندہ بنادیا ہے۔ جب کہ ایک نسل دوسری نسل کو مٹا دینے پر تلی ہوئی ہے جب کہ توپوں بموں اور ٹینکوں کی مار سے صدیوں میں تیار ہوئے دنیا کے خوبصورت اور عالیشان شہر منٹوں میں کھنڈر بن رہے ہیں، جب کہ کروڑوں انسان قتل ہوکر، نہیں نہیں زندہ و بسمل دفن ہو رہے ہیں، جب کہ خوں ریزی ظلم، تباہی، بربادی، بھوک اور افلاس سے دنیا دردناک آہ وزاری کر رہی ہے اور جنگ کے بادل ہندوستان پر گھر آئے ہیں معلوم نہیں کس وقت کہاں بمباری ہو، کس کا مکان جل جائے، کس کی جائداد لٹ جائے کس کا باپ مرے، کس کا بیٹا ہلاک ہو، کس کی عورتوں کی بے عزتی ہو۔ آہ اس مصیبت و قیامت خیز زمانے میں اے دنیا کے لوگو! اپنے حواس درست کر کے اپنے دلوں میں فیصلہ کرو اور بتاؤ تم کس راستے کو اختیار کروگے؟ آیا تم یزیدی راستے کے پیروکار بن کر انسانی بربادی و تباہی کا مزہ لوٹو گے یا پاک حسینی راستے پر گامزن ہوکر مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کروگے؟ میں حسینؑ کی یادگار میں دعا کروں گا کہ اے حسینؑ تو سچ مچ شاہ ہے تو بادشاہ ہے۔ تو ہی دین ہے اور تو ہی دین پناہ ہے۔ تیری شان میں مولانا معین الدین چشتی صاحب نے بہت ہی بجا فرمایا ہے کہ تو نے اپنا سر دے دیا لیکن باطل پرست یزید کے ہاتھ میں اپنا پاک ہاتھ نہیں دیا۔ اے حسینؑ اے نور علی نور اس مشکل وقت میں تو اپنی بے انتہا رحمت سے ہمارے دلوں کو روشن کر اور ہم میں وہ پاک دل، وہ روحانیت، وہ پاکیزگی، وہ پیار اور وہ حوصلہ عطا کر جس سے کہ ہم تیری راہ پر چل کر دنیا کی کچھ بھلائی کر سکیں، آمین ثم آمین۔

(سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ، نمبر ۲۴۸ رصفر ۱۳۶۷ھ)



(صفحہ ۵۵ رکابقیہ۔۔۔۔۔۔۔)

(۱۱۹)

عجیب عالمِ تنہائی ہوگا سرورؑ پر
نہ ہوں گے بھائی نہ بیٹے، نہ مونس و یاور
کریں گے رن میں بحسرت جو چاروں سمت نظر
کہے گی بے کسی و یاس شہؑ سے رو رو کر
نہ لشکر ہے، نہ سپاہ ہے، نہ کثرت الّا سے
نہ قاسمؑ، نہ علی اکبرؑ ہے، نہ عباسؑ

(۱۲۰)

وہ جس کو بھائی کہا، اس کی اتنی خدمت کی
اٹھا کے لائے ہیں میت حسینؑ خود اس کی
ہزار حیف کہ قسمت کا فیصلہ ہے یہی
کہ جب شہیدِ جفا ہوں گے رن میں سبطِ نبیؐ
رہے گی دھوپ میں مظلومؑ و تشنہ کام کی لاش
کوئی اٹھا کے نہ لائے گا خود امامؑ کی لاش

☆ غالباً ایوب خاں کے زمانہ میں دنیا بھر کے چیف جسٹس صاحبان کی ایک کانفرنس پاکستان میں ہوئی تھی۔ اس میں امریکہ کے چیف جسٹس نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ حضرتِ علیؑ نے مالک اشترؓ کے نام اپنے خط میں نظام عدل کے جو اصول وضع کئے تھے، وہی آج عدل و انصاف کی بنیاد ہیں اور ہمارا نظام عدل ان سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حضرت علیؑ کے وضع کردہ نظام عدل کا انگریزی ترجمہ فریم کروا کے امریکہ کے چیف جسٹس کے چیمبر میں لگایا گیا ہے۔ (ساحرؔ)

[ماخوذ از کتاب احساس غم، (مراثی ساحرؔ اجتہادی صفحہ نمبر ۲۰۱ تا ۲۴۳]

